سوال

(236) سینہ پرہاتھ نماز میں رکھنے کی حدیث اور دیگر مسائل

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابوالقاسم ازمٹانچری کوچین

8 دسمبر 1941 مطابق 18 ذی قعدہ

بخدمت شریف عزیزم مولوی عبیداللہ صاحب أنبتکم اللہ نباتا حسنا

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ :

چند کتابوں کی یہاں ضرورت ہے جس کی وجہ سے یہ خط لکھ رہا ہوں کتابوں کو اچھی طرح اور صحیح دیکھ کر، ہمارے نام وی پی کر کے بھیج دیجیے گا۔ کتابوں کی فہرست الگ کاغذ پر اسی خط کے ہمراہ بھیج رہا ہوں ۔ اس جگہ خط کے اندر اپنے شکوک درج کر کے اپنی تشفی چاہتا ہوں ۔ چونکہ یہاں کتابیں بہت مختصر اور وہ بھی صرف مختصر اور وہ بھی مختصرات ہیں ، اور جدید مطبوعات فن حدیث تو بالکل ہی نہیں ہیں ۔ اس لیے بحث و نظر کے لیے گنجائش کم بلکہ کالعدم ہے ۔

شکوک یا سوالات ذیل ہیں :

(1) سینہ پر ہاتھ نماز میں رکھنے کی کوئی حدیث صحیح مع سند صحیح ہو، تو مع اسناد نقل فرما کر ممنون فرمائیں ؟

(2) قنوت فی الوتر قبل الرکوع کو صحیح روایت بہ سند نسائی (کتاب قیام اللیل وتطوع النہار باب کیف الوتر بثلاث 3 235) ابن ماجہ (کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیہا (1182) 1 374) میں ابی بن کعب کی موجود ہے، ابوداوٗد (کتاب الصلاۃ باب القنوت فی الوتر 2 135) نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے، پھر صحاح ستہ کی تین کتابوں میں بہ سند صحیح ہوتے ہوئے، غیر صحاح سے امام

حسن کی روایت قنوت بعد الرکوع کو ترجیح دینا کس محدثانہ اصول کے ماتحت ہے ؟

ہمارا اصول ہے کہ صحاح ستہ کی روایت غیر صحاح پر مقدم ہے ۔ خصوصا شیخین کی ۔ مگر حنفیہ میں ابن ہمام اس اصول کے مخالف ہیں جن پر ہمیشہ ہنستے رہتے ہیں ۔ پھر یہی گناہ ہم خود کیوں کرتے ہیں ؟

اگر یہ کہا جائے کہ امام ابوداوٗد نے اس حدیث میں اس حصہ کو وہم قرار دیا ہے تو کیا آپ کے نزدیک بھی طعن درست ہے ؟ اور یہ ہی طعن کیا امام حسن کی روایت پر وارد ہوسکتا ؟ اور کیا جن وجود کی بناء پر ابوداوٗد نے اس قنوت کی زیادت کی ضعیف قرار دیا ہے یہ وجوہ آپ کی تحقیق میں بھی کافی ہیں ۔ خصوصا امام موصوف کا یہ روایت لانا کہ ابی بن کعب 15

رمضان کے بعد قنوت کرتےتھے ،کیا یہ روایت اوراس کے رواۃ امام حسن کی حدیث کے روایت ورواۃ کے برابر ہیں ؟ اورکیا اس حدیث سے ابی بن کعب کی پہلی روایت باطل یاضعیف ہوجاتی ہے ؟ اورکیا 15 رمضان والی روایت کے رواۃ ''کان یقنت قبل الرکوع ،،کی روایت کے ساتھ سے اعلی ہیں یاکم درجہ کے ہیں ؟

(3) عراق کے قول پر قنوت بعدالرکوع کوترجیح دیناکہاں کی محدثیت اورفقاہت ہے ؟ کیاخلفائے اربعہ سے قنوت فی الوتربعدالرکوع کسی صحیح حدیث میں

آیاہے ؟ کیاحدیث قنوت فی الفجر کی روایت سے قنوت فی الوتر کوبعدالرکوع مرجح بتلاناایسی حالت میں کہ سنن کی تین کتابوں میں قنوت قبل الرکوع بہ تصریح موجود ہے ۔ اوراس کی سند بھی صحیح ہے بعداس کی تائیددواورحدیثوں سے بھی ہوتی ہے پھربھی قنوت فی الفجر بعدالرکوع پرقیاس کرکے قنوت فی الوتر کوبعدالرکوع مرجح بتلانا محدثانہ اصول کے ماتحت ہے ؟

(4) کیاامام حسن کی روایت میں ایساکوئی لفظ ہےجس سے یہ مفہوم یامعلوم ہوتا

ہے امام حسن کوخود آنحضرتﷺ نے یہ تعلیم دی تھی کہ تم یہ دعاقنوت میں بعدالرکوع پڑھاکرنا ؟ آپ نے رسالہ ''محدث ،،میں ابن حبان وغیرہ کی جرح کولایعبا بہ قراردیا ہے جس سے معلوم ہوتاہے اس حدیث زبان رسالت سے یہ بتلایاگیا ہے کہ تم اس دعا کوقنوت میں بعدالرکوع پڑھنا ۔ اگراس حدیث میں کوئی اشارہ ہے توبراہ کرم مطلع فرمادیں ورنہ ابن حبان وغیرہ کی جرح کوتسلیم کریں یاآپ تردید کرکے دکھادیں یاکم ازکم یہ یہی ثابت کردیں کہ امام حسن کا محض فعل بھیاابن ماجہ ،نسائی وغیرہ کی مرفوع روایت کارافع ہوسکتا ہے ۔

آپ نے کن وجوہ پرقنوت بعدالرکوع کوقبل الرکوع پرجیح دی ہے ؟ کیاشیخ مرحوم کی تقلید میں یاخودآپ کی بھی تحقیق اوراب بھی یہ تحقیق ہے ؟ براہ کرم مطلع فرمادیں ۔

(5) سالہ گذشتہ کے رسالہ محدث میں یہ بتلایاگیا ہے کہ عیدین کی نمازمیں بارہ تکبیر کے علاوہ تحریمہ کی تیرہویں تکبیر بھی ہے یعنی بارہ کےبجائے عیدین کے تکبیریں تیرہ ہیں ،کیا یہ مسئلہ صحاح ستہ کی ان کتابوں کے خلاف نہیں

جو''سنن ،،میں ہے ''کان یکبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنی عشرۃ تکبیرۃ ...،،اگرخلاف ہے ،تویہ کس روایت میں آپ نے دیکھا ہے کہ آنحضرتﷺتکبیر تحریمہ کے علاوہ اولی میں سات اوردوسری میں پانچ کہتےتھے ،اگر دارقطنی کی ضعیف ومضطرب المتن والا اسناد سے آپ کا یہ استدلال ہے ،توکیایہ محدثانہ روش واصول کے خلاف نہیں ہے ؟ خصوصاایسی صورت میں کہ امام احمد ،امام مالک دونوں اول وآخرمحدث وامام بہ تصریح مع تکبیر تحریمہ کل سات تکبیریں رکعت اولی میں بتلائی ہیں ۔ اب آپ نے کس تحقیق کی بناپریہ فتوی یایہ مسئلہ تحریرکیاہے یااپنی نگرانی میں شائع ہونے کی اجازت دی ہے ؟ براہ کرم مطلع فرمائیں ۔

(6) کیاجن زیادات غیر معتبرات کے امام شافعی قائل ہیں ،آپ بھی تکبیرات عیدین کے سوااورمسائل میں بھی امام شافعی کی ہمنوائی کرسکتےہیں ؟

(7) قنوت فی العصر کے بارے میں حضرت علی سے جوروایت آئی ہے کہ حضورعلیہ الصلاۃ والسلام کان یقول فی آخروترہ اللہ انی اعوزبرضاک من سخطک الخ۔اس کے متعلق شراح حدیث لکھتےہیں کہ مستدرک حاکم میں قنوت کالفظ وارد ہے ۔ براہ کرم مستدرک حاکم کی یہ روایت جس میں اس دعاکی بوقت قنوت پڑھنا مذکورہے ،پوری حدیث مع مالہ وماعلیہ ارقام فرماکرممنون فرمائیں ۔ یہاں مستدرک حاکم نہیں ہے ،امیدکہ جملہ شکوک مسائل محدثانہ حیثیت میں مفقح فرماکرممنون فرمائیں گے والسلام ۔

مولانا بشیر صاحب وغیرہم تمام احباب کوسلام عرض ہے فقط ۔ ابوالقاسم قدسی عفی عنہ

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ابی بن کعب کی یہ حدیث جس میں قنوت قبل الرکوع کی تصریح ہے اگرچہ اس میں قنوت کی زیادت کو امام احمد بن خزیمہ ابن المنذر، بیہقی، تلخیص الجبیر (2 18 رقم الحدیث : 832) ان کے تقلید میں .... مولوی عبداللہ صاحب روپڑی نے ضعیف بتایا ہے، لیکن میرے نزدیک یہ حدیث حافظ عراقی کو تصریح کے مطابق صحیح ہے۔ قال العراقی : '' کلاہما روی حدیث ابی بن کعب و عبدالرحمن بن أبزی عند النسائی باسناد صحیح ،، انتہی۔ امام احمد، ابن خزیمہ، ابن المنذر کے اس حدیث کی ضعیف کہنے کی وجہ معلوم نہیں۔ امام ابوداؤد نے تضعیف زیادۃ مذکورہ کی جو وجہ بیان فرمائی ہے، مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے۔

ان کے بیان کردہ سبب سے اس حدیث میں قنوت کی زیادۃ کا وہم اور خطا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ انہی وجوہ کو بعینہ امام بیہقی نے اپنی سنن میں ذکر دیا ہے۔ جس کا جواب ابن الترکمانی نے الجوہر النقی 3 39 میں دیدیا ہے۔ جو میرے نزدیک بہت درست ہے۔ اس جواب سے مولوی عبداللہ روپڑی کی تنقید بھی ہباء منثورا ہو جاتی ہے۔ ابوداؤد کے پیش کردہ دونوں اثر ضعیف ہیں۔ پہلے میں ایک مجہول راوی ہے اور دوسرا اثر منقطع ہے، اور قیام اللیل ص 133 میں حضرت ابی بن کعب کا اثر بابت قنوت بعد الرکوع سندا مروی نہیں ہے۔ اس لیے اس حدیث مرفوع کا معارض نہیں ہوسکتا۔ اور اگر بسند صحیح مروی بھی ہو تب بھی دلیل ضعیف و وہم نہیں بن سکتا لا بن الحجۃ روایۃ الراوی و مرویۃ، لارأیہ و عملہ۔

جس طرح سنن کی اس صحیح حدیث سے قنوت الرکوع فی الوتر کا ثبوت ہے، اسی طرح صحیح بخاری کی اس حدیث سے ثہ ثابت ہوتا ہے کہ قنوت معتاد قبل الرکوع ہے۔ روی البخاری و مسلم من حدیث عاصم الاحول قال : سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ القُنُوتِ، فَقَالَ : قَدْ كَانَ القُنُوتُ قُلْتُ : قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَهُ؟ قَالَ : قَبْلَهُ، قَالَ : فَإِنَّ فُلاَنًا أَخْبَرَنِي عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ، فَقَالَ : «كَذَبَ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا، أُرَاهُ كَانَ بَعَثَ قَوْمًا يُقَالُ لَهُمْ القُرَّاءُ، زُهَاءَ سَبْعِينَ رَجُلًا، إِلَى قَوْمٍ مِنَ المُشْرِكِينَ دُونَ أُولَئِكَ، وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ، فَقَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَيْهِمْ» ،، ہذا اللفظ البخاری قال الحافظ : ''وَقَدْ وَافَقَ عَاصِمًا عَلَى رِوَايَتِهِ هَذِهِ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ كَمَا سَيَأْتِي فِي الْمَغَازِي بِلَفْظِ سَأَلَ رَجُلٌ أَنَسًا عَنِ الْقُنُوتِ بَعْدَ الرُّكُوعِ أَوْ عِنْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْقِرَاءَةِ قَالَ لَا بَلْ عِنْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْقِرَاءَةِ وَمَجْمُوعُ مَا جَاءَ عَنْ أَنَسٍ مِنْ ذَلِكَ أَنَّ الْقُنُوتَ لِلْحَاجَةِ بَعْدَ الرُّكُوعِ لَا خِلَافَ عَنْهُ فِي ذَلِكَ وَأَمَّا لِغَيْرِ الْحَاجَةِ فَالصَّحِيحُ عَنْهُ أَنَّهُ قَبْلَ الرُّكُوعِ ،، انتہی (فتح 2/491).

قنوت بعد الرکوع فی الوتر کے بعد ثبوت میں حدیث ذیل ذکر کی جاتی ہے : اخرجہ الحاکم فی المستدرک (3/172) : عن اسمعیل بن ابراہیم بن عقبۃ عن عمہ موسی بن عن ہشام نن عروۃ عن أبیہ عن عائشۃ عن الحسن بن علی، '' قال : علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم فی وتری، إذا رفعت رأسی ولم یبق إلا السجود اللہم اہدنی فیمن ہدیت الی آخرہ، قال : ہذا حدیث صحیح علی شرط الصحیحین، إلاأن إسمعیل بن عقبۃ خالفہ محمد بن جعفر بن أبی کثیر فی إسنادہ، ثم أخرجہ الحوراء عن الحسن بن علی بمتن السنن وسندہ وسکت عنہ ،، (زیلعی 290/1) وأخرجہ البیہقی (3/38) قال : ''أخبرنا محمد بن عبداللہ الحافظ ثنا ابوجعفر بن صالح بن ہانی وابو منصور محمد بن القاسم العتکی قالا ثنا الفضل بن محمد بن المسیب الشعرانی ثنا ابوبکر عبدالرحمن بن عبدالملک بن شیبۃ الحزامی ثنا ابن ابی فدیک عن اسمعیل بن ابراہیم بن عقبۃ عن موسی بہ سند الحاکم ومتنہ، قال البیقی : تفرد بہذا اللفظ ابوبکر بن شیبۃ الحزامی ،، انتہی۔

قال الشوکانی : ''وقد روی عنہ البخاری فی صحیحہ، وذکرہ ابن حبان فی الثقات فلا یضر تفردہ ،، انتہی (نیل الاوطار 54/3).

ایک دوسری حدیث بھی ذکر کی جاتی ہے ''عن أنس قال : کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقنت بعد الرکعۃ وابوبکر و عمر، حتی کان عثمان قنت قبل لرکعۃ لیدرک الناس ،، (قیام اللیل ص : 133) لیکن ظاہر یہ ہے کہ اس حدیث میں قنوت وتر کا تذکرہ نہیں ہے، بلکہ قنوت فرائض فی النازلہ کا بیان ہے۔ پس اس کو استدلال میں پیش کرنا درست نہیں۔

اصول حدیث کی رو سے سنن اور صحیحین کی روایت کو مستدرک اور بیہقی کی روایت بترجیح ہونی چاہیے۔ خصوصا ایسی صورت میں جبکہ حدیث ابی بن کعب کی تائید حدیث ابن عمر عند الطبرانی فی الاوسط اور حدیث ابن عباس عند ابی نعیم وحدیث ابن مسعود عند ابی شیبۃ والبیہقی سے ہوتی ہے۔ شوافع (بیہقی، عراقی قسطلانی وغیرہ) کے پاس اس اصول کی مخالفت کے الزام کا کوئی جواب نہیں ہے۔ ان کے نزدیک صبح کی نماز میں قنوت بعد الرکوع دائما ثابت اور محقق ہے، اسی قنوت وتر کو بھی قیام کرتے ہیں۔ قال البیہقی (3 39) :

''وقد روینا فی قنوت صلاۃ الصبح بعد الرکوع ما یوجب الاعتماد علیہ، وقنوت الوتر قیاس علیہ ،، انتہی قال ابن الترکمانی : ''الذی فی الصحیح أنہ علیہ السلام ترک القنوت فی الصبح، وعلی تقدیر ثبوتہ، وأنہ بعد الرکوع، کیف یقاس الوتر علیہ، مع وجود حدیث جید فی الوتر، مروی من وجوہ، وان القنوت فیہ قبل الرکوع وعلی تقدیر أنہ لیس فی الوتر حدیث، کیف یقاس علی الصبح ولیس بینہما

معنی مؤثر یجمع بہ بینھما ،،الی آخرماقال معلوم ہواکہ شوافع کے پاس بجز قیاس کے کوئی دلیل قوی معارض الحدیث ابی بن کعب وحدیث انس موجود نہیں ہے۔ اور میرے نزدیک بھی ان کا قیاس صحیح نہیں ہے، بلکہ بے محل ہے اور بے موقع ہے۔

ج : (3) خلفاء راشدین سے وتر میں قنوت بعدالرکوع کی صحیح روایت میری نظر سے نہیں گزری۔ عراقی اور بیہقی کے قول کے یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ ان خلفاء سے صلاۃ صبح میں قنوت بعدالرکوع پر استمرار ثابت ہے۔ اسی بنا پرانہوں نے وتر میں قنوت بعدالرکوع کو ترجیح دے دیا ہے یعنی : محدثین کے نزدیک متعارض ومخالف حدیثوں میں ایک دوسرے پر ترجیح دینے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ کسی ایک حدیث کے موافق خلفاء اربعہ کا عمل ہو۔

مسئلہ متنازع فیہا میں سنن اور صحیحین کے حدیثوں کی مستدرک حاکم اور بیہقی کی روایت معارض نہیں ہوسکتی، پس خلفاء راشدین کے عمل کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بالخصوص ایسی صورت میں کہ ان سے قنوت فی الوتر بعدالرکوع کی کوئی صحیح روایت نہیں آئی، اور جوآئی ہے وہ قنوت فی الفجر بعدالرکوع کے بارے میں آئی ہے۔ اس بارے میں میری پہلی تحقیق ناقص تھی، اب مزید تتبع وتفتیش سے میرے نزدیک ثابت ہواکہ قنوت قبل الرکوفی الوتر اولی ہے قنوت بعدالرکوع سے۔ میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے مزید تحقیق وتتبع کی طرف توجہ دلائی۔

ج 4 : حضرت حسن کی روایت میں ایسا لفظ موجود ہے جس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خود حضرت حسن کوقنوت وتر میں بعدالرکوع دعاء مذکور پڑھنے کی تلقین وتعلیم کی تھی کماتقدم من روایۃ الحاکم والبیھقی۔

ابن حبان اور ابن خزیمہ کی جرح حضرت حسن کی اس روایت پر ہے جوبسندا بواسحق عن برید بن أبی حریم عن أبی العوراء عن الحسن بن علی بلفظ : علمنی کلمات اقولھن فی قنوت الوتر مروی ہے۔ ان کا اعتراض یہ ہے کہ اس حدیث میں سرے سے قنوت وتر کا لفظ ہی محفوظ ہے یعنی : آنحضرت ﷺ نے اس دعاء کو قنوت وتر میں پڑھنے کی تعلیم دی تھی۔ یہ نہیں کہ آپ ﷺ نے مطلق دعا کی تلقین کی تھی اور حضرت حسن اپنے اجتہاد سے اس کو قنوت وتر میں پڑھتے تھے۔ (قیام اللیل ص : 131 بیہقی 2 310)۔

حدیث حسن مستدرک حاکم و بیہقی کو جو قنوت بعدالرکوع پر دلالت کرتی ہے۔ ابی بن کعب کی روایت کے بظاہر مخالف ہے لیکن دونوں کو مختلف احوال واوقات پر محمول کرنا چاہیے تاکہ تعارض باقی نہ رہے۔ ہاں قبل الرکوع راجح ہوگا لکثرۃ ادلتہ وقوتھا۔

ج : (5) ائمہ ثلاثہ مالک : شافعی اور احمد اس امر پر متفق ہیں کہ نماز عید کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں رکوع کی تکبیر کے علاوہ ہیں۔ اختلاف اس امر میں ہے کہ سات تکبیریں پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ ہوں گی یا تکبیر تحریمہ ان ساتوں میں شامل ہے۔

پہلا قول امام شافعی کا ہے اور دوسرا امام مالک اور احمد کا۔

اس مسئلہ میں امام شافعی کی ہمنوائی کرنے والے یہ کہتے ہیں کہ ائمہ ثلاثہ کی مشترک دلیل عبداللہ بن عمرو بن العاص کی وہ حدیث ہے جو صحاح ستہ میں سے سنن کی دوکتابوں میں بالفاظ ذیل مروی ہے : ''عن عبداللہ بن عمرو بن العاص قال : قال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : التکبیر فی الفطر سبع فی الاولی وخمس فی فی الآخرۃ، والقراءۃ بعدھما کلیتھما،، (ابوداؤد مع عون 446/1)، وفی روایۃ : ''أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یکبر فی الفطر فی الأولی سبعا، ثم یقرأ ثم یکبر ثم یقوم فیکبر اربعا ثم یقرا ثم یرکع،، قال ابوداؤد : رواہ وکیع وابن المبارک قالا : سبعا وخمسا،، (ابوداؤد، وفی روایۃ ابن ماجہ : ''أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کبر فی صلاۃ العید سبعا وخمسا،، (ابن ماجہ مع السندی 1/200)(2)، اس حدیث کو امام بخاری، علی بن المدینی، امام احمد نے صحیح بتایا ہے۔ اور عراقی کہتے ہیں : اس کی سند صالح ہے۔ ان روایات میں تکبیرات زوائد کی مجموعی تعداد یعنی : میزان کل 12 یا 13 یا 14 کے ساتھ بتائی گئی ہے۔ اور نہ اس سے تعرض ہے کہ تکبیر تحریمہ ان سات تکبرات میں شامل ہے یا ان سے خارج اور زوائد ہے۔ پس احتمال ہے کہ ان میں داخل وشامل ہو اور احتمال ہے کہ ان سے خارج ہو۔

امام شافعی کی ہمنوائی کرنے والے کہتے ہیں کہ دارقطنی میں یہی روایت بالفاظ ذیل مروی ہے : ''إن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبر فی العیدین الاضحی والفطرۃ ثنتی عشرۃ تکبیرۃ، فی

الأولی سبعا وفی الاخیرۃ خمسا ، سوی تکبیرۃ الاحرام ،، وفی روایۃ اخری : ''أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبر فی العید یوم الفطرۃ سبعا فی الاولی وفی الاخرۃ خمسا ، سوی تکبیرۃ الصلوۃ ،، (دار قطنی 48/2) ، اورظاہر ہے کہ دارقطنی کی روایت میں سوی تکبیر ۃ الافتتاح کی زیادۃ ثقہ سے مروی ہے ۔ جو سنن کی روایت کے منافی اورمعارض نہیں ہے اورنہ اس پر کسی محدث نے وہم وخطا ۔ دار قطنی مستدرک حاکم ابوداؤدوابن ماجہ کی حدیث عائشہ سے نہیں ہے جوعبداللہ بن لہیعہ ضعیف مدلس مختلط کے طریق سے مروی ہونیکی وجہ سے ضعیف ہے ۔

اورساتھ ہی پس ہمارااستدلال اصول محدثین کے خلاف نہیں ہے ۔ ہاں جولوگ اس زیادہ کے قائل نہیں ہیں ان پر سخت الزام عائد ہوتا ہے اسی لیے مولوی زکریا لکھتے ہیں : ''إن استدلال الشافعیۃ بذلک الحدیث ، أرقرب من استدلال المواک ، للتصریح فی بعض طرقہ ، بسوی تحیرۃ الصلوۃ کما فی الطحاوی وغیرہ ،، (الأوجز:2/249).

ج : '' (6) کسی مسئلہ میں ہم زیادہ غیر معتبر وغیرثابتہ میں کسی امام کی موافقت نہیں کرتے خواہ وہ شافعی ہوں یامالک یا احمد یاابوحنیفہ یا کوئی اورامام ومن ادعی ذلک فعلیہ البیان والافلیسک ، ولا یتقول علینا مالم نقلہ .

ج : (1) علماء اہل حدیث نماز میں سینہ پرہاتھ رکھنے کے ثبوت میں تین حدیثیں پش کرتے ہیں ۔

پہلی حدیث ان کے نزدیک صحیح مرفوع متصل غیر معلل اورغیر شاذ ہے جو صحیح ابن خزیمہ میں بلفظ ''فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہ ،، مروی ہے ۔ حافظ ابن حجر داریہ (1، 146 128) بلوغ المرام وغیرہ میں اورحافظ زیلعی نصب الرایہ 1 164 میں اوردوسرے مصنفین نے اپنی کتابوں میں اس حدیث کوابن حزیمہ کی روایت بتاتے ہیں لیکن اس کی سند نہیں نقل کرتے ۔ حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کے نزدیک بظاہر صحیح ابن خزیمہ کی یہ حدیث حسب ذیل سند سے مروی ہے ۔ عن محمد بن یحیٰی عن عفان عن ہمام عن محمد بن حجادۃ عن عبدالجبار بن وائل عن علقمۃ بن وائل ومولی لھم عن أبیہ انتھی اوراسی سند سے مسلم شریف میں یہ متن بغیر زیادۃ ''علی الصدر ،، بایں لفظ مروی ہے : ''ثم وضع یدہ الیمنی علی الیسری ،، (2/173)۔

مولوی انورشاہ نے فیض الباری 2 266میں ، نیموی آثارالسنن ص :46میں ،اورخلیل احمد نے بذل المجہود2 25 میں ، مولوی زکریا نے الاوجز7 118 میں ''علی الصدر ،، کی زیادۃ کو معلل شاذ غیر محفوظ اورحدیث کو مضطرب المتن بتایا ہے ۔ وجہ معلل ہونے کی مولوی انورشاہ مرحوم کے لفظوں میں ہے کہ : ''لأنہ لم یعمل بہ أحمد من السلف ، ولاذہب إلیہ احد من الائمۃ ،، انتھی اورزیادۃ مذکورہ کے غیر محفوظ اورشاذ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ابن خزیمہ کے علاوہ اس حدیث کوامام احمد ، نسائی ، ابوداؤد ، ابن ماجہ وغیرہ نے مختلف طرق سے روایت کیا ہے لیکن کسی طریق میں یہ زیادۃ نہیں ہے ۔ مولوی انوشاہ لکھتےہیں : ''والحاصل أن روایۃ وائل رواہا غیر واحد ، ولم یروہا أحد علی لفظ ابن خزیمۃ ، وإنما رواہا راو بعد مرورالزمان ، فہوساقط ، فلایحمد علیہا مع فقدان العمل بہ ،، انتھی – اور مضطرب المتن ہونے کی وجہ نیموی کے لفظوں میں یہ ہے : ''أخرج ابن خزیمۃ فی ہذا الحدیث علی صدرہ ، والبزار عند صدرہ ، وأخرج ابن ابی شیبۃ تحت السرۃ ،، انتھی

زیادۃ مذکورہ کے شذوذ اورحدیث مذکور کے اضطراب کاجواب تحفہ 1 216 اورابکارالمنن ص 101 103 میں بسط وتفصیل کے ساتھ مذکورہے اور معلل ہونے کی وجہ کاجواب دینے کی ضرورت نہیں جبکہ امام شافعی سے ایک روایت ''فوق الصدر ،، کی آئی ہے ۔ جیسا کہ '' حاوی ،، میں مصرح ہے ۔ اوراگر بالفرض کوئی اس کاقائل نہ ہوتو یہ اس کے معلل اورغیر محفوظ اورساقط الاعتبار ہونے پردلالت نہیں کرتا لأنہ یحمل علی أنہ لم یبلغ الحدیث الذکورأحدامن الائمۃ الأربعۃ وغیرہما المشہورین ، وأما إن کان الحدیث متروک العمل بہ فی قرن الصحابۃ أوالتابعین علامۃ نسخۃ اوضعحہ ، کمایدل علیہ کلام المنار ، کما صرح بہ فی التلویح ، فما لایلتفت إلیہ ، وقدردعلیہ الشوکانی فی إرشاد الفحول .

دوسری حدیث : مسنداحمد میں بسند ذیل مروی ہے جوعندالحنفیہ بھی حسن ہے : قال الامام أحمد فی مسندہ : ''حدثنا یحیی ابن سعید عن سفیان ثنا سماک عن قبیصۃ بن ہلب عن أبیہ قال : رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،، الخ

نیموی نی اس حدیث میں بھی ''علی صدرہ ،، کوغیر محفوظ بتایا ہے جس کا جواب حضرت شیخ نے تحفہ اورابکارالمنن میں بالتفصیل مرقوم فرمایاہے ۔

تیسری حدیث مراسیل ابوداؤدمیں مروی ہے ۔

(اوجزالمسالک 2 118 فیض الباری 2 266 بذل المجھود 2 250، نصب الرایۃ للزیلعی 1 164، تحفۃ 1 215، عون المعبود 1 276 ابکارالمنن ص : 97).

ج : (7) مستدرک حاکم مطبوعہ حیدرآباد 1 306 میں حدیث مسؤل عنہ بسند ذیل مروی ہے : ''وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ الْعَنَزِيُّ، ثنا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، ثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ثنا حَمَّادٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو الْفَزَارِيِّ -قَالَ الدَّارِمِيُّ : وَهُوَ أَقْدَمُ شَيْخٍ لِحَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي آخِرِ وِتْرِهِ : «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ» قال الحاکم ہٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، قال الذھبی : صحیح.

مستدرک حاکم اس کی روایت میں قنوت کالفظ نہیں ہے کما تراہ، میرے نزدیک حدیث مذکورہ میں اس دعاء کا محل بعد السلام من صلوۃ الوتر ہے۔ قال میرک : ''وفی احد روایات النسائی : کان یقول إذا فرغ من صلوتہ و تبوأ مضجعۃ، قالہ القاری، وکذاقال ابن القیم فی زادالمعاد، فماقال السندی فی حاشیۃ النسائی یحتمل أنہ اکان یقول فی آخرالقیام، فصارہومن القنوت، کما ہو مقتضی کلام المصنف، ویحتمل أنہ کان یقول فی قعود التشہد، ہوظاہر اللفظ لیس بصواب کانہ لم یطلع علی روایۃ النسائی التی فیہا کان یقول إذا فرغ من صلوتہ اسی لیے امام بیہقی نے اس حدیث کوباب مایقول بعدالوتر میں ذکرکیا ہے جس کے شروع کے الفاظ یہ ہیں : ''کان ید عوفی آخروترہ یقول اللہم إنی أعوذبرضاک،، الخ (بیہقی 42/3).

مستدرک حاکم میں بلفظ قنوت وترمجھ کویہ حدیث نہیں ملی پس امام شوکانی کے اس مقولہ ''امام حدیث علی المذکور، فأخرجہ أیضا البیہقی والحاکم وصححہ مقیدا بالقنوت،، کا محمل بجز اس کے اورکچھ نہین ہوسکتا کہ امام حاکم نے اس حدیث کوبقید قنوت اپنی دوسری مستقل تصنیف کتاب القنوت میں روایت کیا ہو۔ افسوس ہمارے پاس ان کی یہ کتاب نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر کے اپنی کتاب شرح نخبہ کے اندر تصریح سے عام طورپریہ مشہورہے کہ زیادۃ ثقہ کے قبول کرنے کےلیے صرف یہ شرط ہے کہ مزید غلبہ کے منافی نہ ہو، لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس قدر تفصیل کافی نہیں ہے۔ علماء اصول حدیث نے کچھ اورشرطیں بھی لگائی ہیں علامہ سخاوی شرح الفیہ عراقی 1 213 میں لکھتےہیں : ''وقیدہ ابن خزیمۃ باستواء الطرفین فی الحفظ والإتقان، فلوکان الساکت عددا واحدا أحفظ منہ، أولم یکن ہو حافظا، ولوکان صدوقا فلا، وممن صرح بذلک ابن عبدالبر فقال فی التمہید : إنما تقبل إذا کا رواہا أحفظ واتقن ممن قصر، مثلہ فی الحفظ، فإن کانت من غیر حافظ ولا متقن فلاالتفات الیہا، ونحوہ قول الخطیب الذی نختارہ، القول إذاکان راویہا عدلا حافظا ومتقنا ضابطا، وکذاقال الترمذی : إنما تقبل ممن یعتمد علی حفظہ، ونحوہ عن ابی بکر الصیرفی، وقال ابن طاہر : إنما تقبل عندأہل الصنعۃ من الثقۃ المجمع علیہ، وابن السبعانی ومن وافقہ بما إذالم یکن الساکتون ممن لایفعل مثلہم عن مثلہا عادۃ،، انتہی ملخصا

معلوم ہواکہ عدم منافات کی شرط کے ساتھ زیادۃ والے ثقہ راوی کااحفظ یاحافظ ضابط متقن ہوناضروری ہے، صرف صدوق ہونا کافی نہیں۔ لیکن ان دونوں شرطوں کے تحقق کی صورت میں بھی زیادۃ ثقہ مطلقا مقبول نہیں ہوا کرتی۔ اگر مطلقا مقبول ہوتوکسی حدیث میں زیادۃ پر معلول کاحکم لگانا صحیح نہ ہو، حالاں کہ محدثین بسااوقات ایسی حدیث کومعلل کہہ دیا کرتے ہیں جس میں ثقہ، حافظ، ضابط سے کوئی زیادۃ مروی ہوتی ہے معلوم ہواکہ ثقہ حافظ کی زیادۃ کبھی مقبول ہوتی ہے اورکبھی بعض جگہ نہیں مقبول ہوتی، لأن الثقۃ قدیہم ویلغط.

علامہ زیلعی لکھتےہیں : ''فَإِنْ قِيلَ : قَدْ رَوَاهَا نُعَيْمٌ الْمُجْمِرُ، وَهُوَ ثِقَةٌ، وَالزِّيَادَةُ مِنَ الثِّقَةِ مَقْبُولَةٌ، قُلْنَا : لَيْسَ ذَلِكَ مُجْمَعًا عَلَيْهِ، بَلْ فِيهِ خِلَافٌ مَشْهُورٌ، فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقْبَلُ زِيَادَةَ الثِّقَةِ مُطْلَقًا، وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يَقْبَلُهَا، وَالصَّحِيحُ التَّفْصِيلُ، وَهُوَ أَنَّهَا تُقْبَلُ فِي مَوْضِعٍ دُونَ مَوْضِعٍ، فَتُقْبَلُ إذَا كَانَ الرَّاوِي الَّذِي رَوَاهَا ثِقَةً حَافِظًا ثَبْتًا، وَالَّذِي لَمْ يَذْكُرْهَا مِثْلُهُ، أَوْ دُونَهُ فِي الثِّقَةِ، كَمَا قَبِلَ النَّاسُ زِيَادَةَ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، قَوْلَهُ : مِنَ الْمُسْلِمِينَ فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ، وَاحْتَجَّ بِهَا أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ، وَتُقْبَلُ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ لِقَرَائِنَ تَخُصُّهَا، وَمَنْ حَكَمَ فِي ذَلِكَ حُكْمًا عَامًّا فَقَدْ غَلِطَ، بَلْ كُلُّ زِيَادَةٍ لَهَا حُكْمٌ يَخُصُّهَا، فَفِي مَوْضِعٍ يُجْزَمُ بِصِحَّتِهَا، كَزِيَادَةِ مَالِكٍ، وَفِي مَوْضِعٍ يَغْلِبُ عَلَى الظَّنِّ صِحَّتُهَا، كَزِيَادَةِ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ فِي حَدِيثِ : جُعِلَتْ الْأَرْضُ مَسْجِدًا، وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُورًا، وَكَزِيَادَةِ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ فِي حَدِيثِ أَبِي مُوسَى : وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا، وَفِي مَوْضِعٍ يُجْزَمُ بِخَطَأِ الزِّيَادَةِ، كَزِيَادَةِ مَعْمَرٍ، وَمَنْ وَافَقَهُ، قَوْلَهُ : وَإِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوهُ، وَكَزِيَادَةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ- ذِكْرَ الْبَسْمَلَةِ- فِي حَدِيثِ قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ، وَإِنْ كَانَ مَعْمَرٌ ثِقَةً وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ ضَعِيفًا، فَإِنَّ الثِّقَةَ قَدْ يَغْلَطُ، وَفِي مَوْضِعٍ يغلب علی الظن خطأہا، وفی موضع یتوقف فی الزیادۃ،، انتہی (نصب الرایۃ 175/1).

معلوم ہواکہ ہرزیادۃ ثقہ کاایک حکم نہیں ہے، بلکہ ہرمقام میں زیادۃ کاحکم دوسرے سے مقام کی زیادۃ سے جداگانہ ہوتا ہے، اوراس حکم کی بناء قرائن وآثار پرہوتی ہے۔ جسے ماہرین فن حدیث وعلل اوراصحاب فہوم ثاقبہ اورعلوم حدیث کے طبیب کامل اسباب جرح وتعدیل کی معرفت تامہ اورمہارت کاملہ وملکہ راسخہ رکھنے والے محدثین ہی پہچان سکتےہیں۔ خلاصہ یہ

کہ زیادۃ ثقہ حافظ (غیر منافیۃ) اس وقت مقبول ہوتی ہے جب اس زیادۃ پر محدثین نے جو اس فن کا ماہرین قرائن کی وجہ سے وہم کا حکم نہ لگایا ہو، اور اس کی تضعیف نہ کی ہو، اگر متقدمین محدثین نے وہم کا حکم لگادیا ہے تو مقبول نہیں ہوگی ، اور اگر کسی زیادۃ کے متعلق یہ صورت حال ہے کہ دوایک محدث اس کو صحیح کہتے ہیں ، اور جم غفیر محدثین کا اس کو ضعیف اور وہم قرار دیتا ہے ، تو وہ زیادۃ معتبر و مقبول نہیں ہوگی جیسے : ''واذا قرأفا نصتوا،، کی ابو موسی اشعری کی حدیث میں ۔

مہلب اور وائل بن حجر کی حدیث میں ''علی الصدر،، کی زیادۃ ثقہ سے مروی ہے ، اور کسی محدث نے اس پر وہم ہونے کا حکم نہیں لگایا ہے اور نہ اس کی تضعیف کی ہے ۔ اسی طرح عمرو بن العاص کی حدیث میں ''سوی تکبیرۃ الافتتاح ،، کی زیادۃ بھی ثقہ سے مروی ہے : اور خاص اس کے وہم ہونے کا حکم کسی محدث نے نہیں لگایا ہے پس یہ دونوں زیادۃ مقبول ہونگی ۔

امام ابوداوَد کی اپنی سنن میں بحث و کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ابی بن کعب کی حدیث میں قنوت قبل الرکوع کی زیادت کو وہم اور ضعیف سمجھتے ہیں ۔ بیہقی نے اس کلام اور بحث کو معرفۃ السنن میں ذکر کرکے زیادۃ مذکورہ کو وہم اور ضعیف ہونے پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے ۔ تلخیص 1 118 میں حافظ کی اس عبارت سے ''حدیث ابی بن کعب : اَن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقنت قبل الرکوع ، ابوداوَد والنسائی وابن ماجہ وابو علی بن السکن فی صحیحہ ، ورواہ البیہقی من حدیث ابی بن کعب وابن مسعود وابن عباس وضعفہا کلہا وسبق اِلی ذلک اَحمد ، ابن خزیمۃ وابن المنذر ،، معلوم ہوتا ہے کہ ابی بن کعب کی حدیث کی امام احمد ، ابن خزیمہ اور ابن المنذر نے بھی تضعیف کی ہے لیکن وجہ تضعیف ظاہر نہیں کی غالباً ان تینوں ائمہ نے بھی ابوداوَد اور بیہقی کی طرح اس زیادۃ کو ضعیف بتایا ہے ۔ امام نسائی کے سنن کبری کے اندر حدیث مذکور کے بعد اس کلام (وقد روی ہذا الحدیث غیر واحد عن زبید الیامی فلم یقل فیہ : ویقنت قبل الرکوع) انتہی (نصب الرایہ 1/279) سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ بھی اس زیادۃ کو غیر محفوظ اور وہم سمجھتے ہیں ، اس طرح حدیث زیادۃ مذکور کو غیر محفوظ اور وہم و معلل کہنے محدثین کی تعداد چھ تک پہنچ جاتی ہے ، لیکن امام نسائی کی سنن صغری میں اس حدیث کو بغیر کلام کے ذکر کرنے سے یہ مفہوم و معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ان کے نزدیک مع زیادۃ کے صحیح و معتبر ہے ۔ بقیہ معللین میں صرف امام ابوداوَد و امام ابن خزیمہ کی تضعیف قابل توجہ ولائق التفات ہے اور ابن المنذر شافعی و بیہقی شافعی کی تضعیف چنداں لائق اعتنا نہیں ہے ۔ بہر حال ان تمام معللین زیادۃ مذکورہ کے نزدیک وہم پر قرینہ صرف یہ ہے کہ ایک جماعت اس زیادۃ کو ذکر نہیں کرتی لیکن میرے نزدیک یہ قرینہ کافی نہیں ہے جیسا کہ ذیل کے نقشہ سے ظاہر ہوتا ہے ۔

ذکروا القنوت قبل الوتر :

1- عیسی بن یونس بن اسحق عن سعید ابن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن سعید بن عبدالرحمن بن اَبزی عن اَبیہ عن ابی بن کعب مرفوعا

عیسی بن یونس : ثقۃ مأمون (تقریب) ثقۃ حافظ (ابوزرعۃ) ثبح ثقۃ مأمون (ابن المدینی) (تہذیب) .

سعید ابن ابی عروبۃ : ثقۃ حافظ ، کان من اَثبت الناس فی قتادۃ (تقریب ، تہذیب 4/63) .

سکتوا عن ذکر القنوت :

1- یزید بن زریع ، عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن سعید

یزید بن زریع : ثقۃ ثبت (تقریب : تہذیب 11/325) .

2- عبدالاعلی بن عبدالاعلی عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن سعید

عبدالاعلی : ثقۃ (تقریب تہذیب) 6/6) .

3- محمد بن بشر العبدی عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن سعید

محمد بن بشر العبدی : ثقۃ حافظ (تقریب ، تہذیب 9/74).

سکتا عن ذکر القنوت :

1- شعبۃ عن قتادۃ عن سعید بن عبدالرحمن بن اَبزی عن اَبیہ عن ابی بن کعب مرفوعا :

شعبۃ : ثقۃ حافظ متقن (تقریب ، تہذیب 4/334).

2- ہشام الدستوائی عن قتادۃ عن سعید بن عبدالرحمن

ہشام الدستوائی : ثقۃ ثبت (التقریب : تہذیب 11/43).

ذکروالقنوت قبل الرکوع :

1- عیسی بن یونس عن فطر بن خلیفۃ عن زبید عن سعید بن عبدالرحمن اَبزی

عن ابیہ عن اَبی بن کعب مرفوعا عنداَبی داوَد :

فطر بن خلیفۃ : صدوق (تقریب) ، ثقۃ حافظ کیس (نسائی) تہذیب 8/301.

1- حفص بن غیاث عن زبید.........................

حفص بن غیاث : ثقۃ فقیۃ تغیر فی الآخر قلیلا (تقریب).

مسعر بن کدام عن زبید........عندالبیہقی.

مسعر بن کدام : ثقۃ.

3- مخلد بن یزید عن سفیان الثوری عن زبید عن سعید بن عبدالرحمن بن ابزی........ عندالبیہقی مخلد بن یزید : صدوق لہ اوہام کثیرۃ ، وثقۃ ابن معین ویعقوب بن سفیان واَخرج لہ الشیخان.

(تقریب : تہذیب)

سکتوا عن ذکر القنوت :

1- سلیمان مہران الاعمش عن زبید عن سعید بن عبدالرحمن بن ابزی عن اَبیہ ابی بن کعب مرفوعا

سلیمان بن مہران : ثقۃ حافظ (تقریب).

2- عبدالملک بن ابی سلیمان عن زبید عن سعید بن عبدالرحمن بن اَبزی عن ابیه............

عبدالملک بن ابی سلیمان : صدوق له اوہام (تقریب).

3- جریر بن حازم عن زبید عن سعید الرحمن بن اَبزی عن اَبیه.......

جریر بن حازم : ثقة له اوہام اذاحدث من حفظه (تقریب).

4- شعبة عن زبید عن سعید بن عبدالرحمن بن اَبزی..........

س : صبح کی نماز میں دعا قنوت میں قرآنی دعاؤں کو مثلا ''ربنا آتنا،، وغیرہ پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

ج : فجر کی نماز میں قنوت پر بلاناغہ مداومت نہیں کرنی چاہیے ۔ اللهم اهدنا فیمن هدیت الخ کے ساتھ یا اس کے بغیر یہ دعا بھی پڑھنا مناسب ہے ''اللهم اغفر للمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات، واَلف بین قلوبهم، واَصلح ذات بینهم، وانصرهم علی عدوک وعدوهم، اللهم العن کفرة اهل الکتاب الذین یکذبون رسلک ویقاتلون اَولیاءک، اللهم خالف بین کلمتهم وزلزل اَقدامهم، وانزل بهم باسک الذی لایرد عن القوم المجرمین،،

قنوت میں قرآنی دعا بھی پڑھی جا سکتی ہے کہ حنیفہ قنوت وتر میں مصحف ابی کے مطابق سورۃ الحفد وسورۃ الخلع پڑھنے کے مدعی وقائل ہیں ۔

س : دعا قنوت جو حضرت حسن سے مروی ہے،جماعت میں امام جمع کی ضمیر کے ساتھ پڑھے یا مفرد ضمیر کے ساتھ، جیسا کہ حدیثوں میں وارد ہے ۔ علامہ ابن تیمیہ نے ''فتاوی،، میں لکھا ہے کہ جماعت میں بضمیر جمع پڑھی جائے ۔ بضمیر جمع پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟ حکیم ابوالخیر خریدار1828، ڈیرغازی خان

ج : حضرت حسن کی حدیث میں وارد شدہ دعاء قنوت نماز باجماعت میں امام جمع کی ضمیر کے ساتھ یعنی ''اللهم اهدنی وعافنی وتولنی الخ کے بجائے اللهم اهدنا وعافنا وتولنا......پڑھ سکتا ہے ۔ دعاء مذکور بضمیر جمع بھی وارد ہوئی ہے پس جماعت میں جمع کی ضمیر کے ساتھ پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ۔ روی البیهقی فی سننه الکبری 2/210 بسنده عن عبدالله بن عباس قال : ''کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلمنا دعاء ندعو به فی القنوت من صلوة الصبح، اللهم اهدنا فیمن هدیت، وعافنا فیمن عافیت،، الخ امام ابن تیمیہ نے اپنے فتاوی 23 117 میں دعاء قنوت بضمیر جمع پڑھنے کو حدیث ثوبان ''لایوم قوم فیخص نفسه بدعوة دونهم، فاِن فعل خانهم،، (ابوداوٴد، ترمذی، ابن ماجه، کا محمل ومصداق ٹھہرایا ہے تاکہ اس حدیث کی مخالفت نہ لازم آئے قال الحافظ ابن القیم : ''سمعت شیخ الاِسلام ابن تیمیة یقول : ہذا الحدیث عندی فی الدعاء الذی یدعوا به الاِمام لنفسه وللماَمومین، ویشترکون فیه کدعاء القنوت ونحوه،، انتهی. قلت : وعلیه حملة الشافعیة والحنبلیة. (محدث ج :9ش :11 صفر1361ھ مارچ 1941ء،)

ھذا ما عندي والله اَعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 350